بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسائل نعیمیہ

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

کے آٹھ مختلف رسائل اور چھوٹی کتب کا مجموعہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ
لاہور

رسائلِ نعیمیہ

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کے آٹھ مختلف رسائل اور چھوٹی کتب کا مجموعہ

صاحبزادہ اقتدار احمد خاں نعیمی قادری بدایونی مالک نعیمی کتب خانہ گجرات

فہرستِ رسائل

دیکھو دلی کے ہاتھ کی طاقت کہ سوکھے درخت کو چھو جائے تو فقط ہرا ہی نہیں بلکہ اُن میں پھل دار ہو جائے گا۔ بولو یہ کس کی قوت ہے۔ یہ ہیں ذکرِ محبوب کی تاثیریں۔ جب ولیوں کے ہاتھ سے سوکھے درخت ہرے ہو جاتے ہیں تو ان کی نگاہِ کرم سے خشک دل بھی سبز ہو جاتے ہیں۔ مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں۔ بلائیں ٹل جاتی ہیں۔ میاں محمد صاحب فرماتے ہیں:

ہر مشکل دی کنجی یارو ہتھ مرداں دے آئی
مرد نگاہ کرن جس ویلے مشکل رہے نہ کائی

مردود ذکر وہ ہوتا ہے کہ کوئی خبیث نفس والا فاسد اغراض کے لیے دھوکہ بازی یا خود غرضی کے لئے رب کا نام لے۔ پیشہ ور بھکاری دن رات اللہ اللہ ہی کرتے پھرتے ہیں۔ صبح سے شام تک شاید دو ہزار بار اس کا نام لیتے ہیں۔ مگر چند لقموں کے لئے۔ جھوٹی قسمیں کھانے والے قرآن بھی اٹھا لیتے ہیں۔ رب کا نام بھی جپ لیتے ہیں۔ مگر محض دھوکہ دینے اور جھوٹ کو سچ کرنے کے لئے فقہا فرماتے ہیں کہ بھیک مانگنے کے لئے تلاوتِ قرآن حرام ہے۔ اور شراب پیتے یا زنا کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا کفر ہے۔ کہ اس میں رب کے نام کی توہین ہے۔

خیال رہے کہ ذکرِ محبوب والے حضرات پر ایک وقت وہ آتا ہے کہ جب وہ اپنی اَنا فنا کر دیتے ہیں۔ پہلے تو ان اعضا پر قدرت کام کرتی ہی تھی۔ اب بعض حالات میں کبھی کبھی ان کے منہ سے اِنِّیْ اَنَا اللّٰہ یا اَنَا الْحَقُّ یا سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ نکلنے لگتا ہے۔ اس وقت وہ لوگ خدائی دعویٰ نہیں کرتے بلکہ ان کی زبان پر خود رب تعالےٰ بولتا ہے۔ میں اللہ ہوں۔

جیسے ریڈیو کی پیٹی پر جب وزیر اعظم تقریر کرتا ہے تو کہتا ہے میں وزیر اعظم ہوں۔ تمہیں یہ حکم دیتا ہوں تو ہر جگہ ریڈیو کی پیٹیوں میں سے

یہ ہی آواز نکلتی ہے۔ نہ وہ بیٹیاں وزیر اعظم بن گئیں اور نہ وزیر اعظم ان میں آکر بیٹھ گئے۔ بلکہ اس بیٹی نے اس آواز کو آپ تک پہنچا دیا۔

دیکھیے جب موسیٰ علیہ السلام پہلی بار طور کے پاس وادی ایمن میں پہنچے آگ لینے کے لیے تو دیکھا ایک درخت ببول کا یا بیری کا یا عناب کا منور ہے جس میں سرخ روشنی ہے نہ دھواں نہ تپش اور اس درخت میں سے آواز آرہی ہے کہ اے موسیٰ میں تمہارا رب ہوں۔ رب فرماتا ہے۔ مِنَ الشَّجَرَۃِ اَنْ یّٰمُوْسٰی اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ۔ یہ درخت خدا نہ تھا اور نہ خدا تعالیٰ اس میں آگیا تھا۔ بلکہ رب نے اپنا کلام اس درخت کے ذریعے موسیٰ علیہ السلام کو سنایا۔ ایسے ہی ان کا حال ہوتا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں ؎

چوں روا باشد انا اللہ از درخت
کے روا نبود کہ گوید نیک بخت

قطرہ دریا میں پہنچ کر اپنے دریا ہونے کا اعلان کرنے لگتا ہے۔ وہ دریا نہیں بن گیا بلکہ دریا میں فنا ہو گیا۔ کسی شخص نے کہا ہے ؎

بندہ از بندگی خدا گوید	نہ تواند کہ مصطفےٰ گوید
قطرہ در آب رفت آب شود	نہ تواند کہ در ناب شود

چونکہ یہاں ذکر اللہ کی گفتگو ہو رہی ہے اس لیے یہ عرض کر دینا مناسب ہے کہ حضرات نقشبندیہ کے ہاں ذکر خفی بہتر ہے۔ اور باقی تینوں سلسلوں میں ذکر بالجہر افضل ہے۔ یہ ان ذکروں میں گفتگو ہے جن میں شریعت نے جہر یا خفا کی قید نہ لگائی۔ ورنہ اذان۔ اقامت۔ حج میں تلبیہ۔ تین نمازوں کی قرأت ان سب میں سب کے ہاں جہر واجب ہے اور ظہر اور عصر کی قرأت وغیرہ میں سب کے ہاں اخفا واجب ہے۔

حضرات نقشبندیہ کی دلیل یہ ہے اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً نیز وہ فرماتے ہیں کہ جسے سناتا ہے وہ آہستہ بھی سن لیتا ہے۔ جہر میں ریا کا